جناب ظہور الحسن ناظم سیوہاروی

کتابتِ قرآن

قرآن مجید کو حفظ و تعلیم میں جو تواتر حاصل ہے، اس کو علماء کرام نے ایسی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ معاندین کو بھی تسلیم کرنے کے سوا چارہ نظر نہ آیا۔ اور وہ بھی کھلے الفاظ میں یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ قرآن جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، بجنسہٖ وہی ہے، ایک حرف کا فرق نہیں ہوا۔ چنانچہ اسلام کے ایک بہت بڑے مخالف سر ولیم میور لکھتے ہیں:۔

"کوئی جزو کوئی فقرہ کوئی نقطہ ایسا نہیں سنا گیا کہ جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو اور کوئی نقطہ ایسا نہیں سنا گیا جو اس مسلم مجموعہ میں داخل کر دیا گیا ہو۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں، جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔"

ڈاکٹر فان ہیمز لکھتے ہیں:۔

"ہم قرآن کو ایسے ہی یقین کے ساتھ بعینہٖ محمدؐ کے منہ سے نکلے الفاظ سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔" (تاریخ القرآن صارم)

"جس حفاظت سے قرآن ہم تک پہنچا اس کی نظیر دنیا میں نہیں۔" (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

لیکن اس طرف کسی بزرگ نے توجہ نہیں کی کہ تعلیم و حفظ کے سوا قرآن مجید کو تواتر کتابت بھی حاصل ہے۔ اس پر کچھ لکھنے سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ معاندین کے اس اعتراض کی حقیقت کو ظاہر کر دیا جائے، جو یہ کہتے ہیں کہ بوقتِ نزولِ قرآن اہلِ عرب لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، نہ وہاں سامانِ کتابت موجود تھا۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ قرآن عہدِ رسالت میں تحریر میں نہیں آیا۔ ان لوگوں کو یہ مغالطہ دو لفظوں کا مطلب نہ سمجھنے سے واقع ہوا۔ اُنہوں نے یہ سنا کہ عرب کا زمانۂ قبل از اسلام عہدِ جاہلیت کہلاتا ہے۔ اور اہلِ عرب اُمی یعنی اَن پڑھ تھے۔ لیکن اُنہوں نے اس طرف غور نہیں کیا، کہ تاریخ کھلے منہ گواہی دے رہی ہے کہ اس کی یاد سے پہلے سے اہلِ عرب کے جہاز تمام دنیا کے سمندروں میں تیرتے پھرتے تھے۔ اور بحری تجارت اسی قوم کے ہاتھ میں تھی۔ کیا ایسی قوم نوشت و خواند و سامانِ کتابت سے محروم ہو سکتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ عرب دنیا کی تین بڑی سلطنتوں سے گھرا ہوا تھا۔ ایران، روم اور حبشہ، اور ان حکومتوں سے اس کے ہر قسم کے تعلقات تھے۔ ایسی صورت میں کس طرح ممکن ہے کہ وہاں سامانِ کتابت بھی نہ ہو، اور کوئی پڑھا لکھا نہ ہو۔

پس اُمی کا لفظ دیکھ کر جو باعتبار اکثریت بولا گیا ہے، اُنہوں نے تمام ملک پر اَن پڑھ ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ وہ یہ بھی

نہ سمجھے کہ عہدِ جاہلیت اسلامی اصطلاح ہے۔ جو اس لئے قرار دی گئی کہ اہلِ عرب جاہلانہ مراسم و عقائد میں مبتلا تھے۔ عربوں کے کمال شاعری اور فصاحت لسانی کی مدح ہر مؤرخ نے کی ہے۔ یہ بات بغیر علم کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ عرب شاعر امراؤالقیس نے شاعری کے چند قواعد مقرر کئے۔ اس کا خطاب خلاق معانی تھا۔ یہ چیز کیا ایک بے علم کو حاصل ہو سکتی ہے۔ قصائد سبعہ معلقہ در کعبہ پر آویزاں تھے۔ جن کو سن کر آج بھی عربی کے ادیب سر دُھن رہے ہیں۔ کیا ایسے قصائد جہلا کہہ سکتے ہیں۔ اگر معمولی طور پر بھی ان امور پر غور کیا جائے، تو معلوم ہو جائے گا کہ وہاں خواندہ یا عالم لوگ تھے۔ مگر بہ نسبت دیگر ممالک کے کم تھے۔

عربی خط۔ حضرت اسماعیل نے عربی خط کو رائج کیا۔ اور ان کے فرزندوں نفیس و نصر وغیرہ نے اس میں اصلاحات کیں۔ پھر اسماعیلؑ کے پڑپوتے ہنبل بن جمل نے اس میں اصلاح کی۔ اب اس کا نام خطِ نبطی ہوا۔ [illegible] قبل مسیح اہلِ معین نے اس میں اصلاح کی۔ اور اس کا نام جزم رکھا۔ جزم کو اہلِ سبا نے ترقی دی، اب اس کا نام مسند حمیری ہو گیا۔ اس میں مرار بن مرہ وغیرہ نے اصلاح کی مگر نام وہی رہا۔ ان سے یہ خط اہلِ حیرہ نے حاصل کر کے اصلاح کی۔ اس کا نام حیری ہو گیا۔ حیری میں ہمیج بن سلامان (نسل اسماعیل میں سینتیسویں پشت میں تھا) نے [illegible] قبل مسیح اصلاح کی۔ اس کو اہلِ کوفہ نے ترقی دی۔ یہ کوفی مشہور ہوا۔ (یہ اصل خط کوفی نہیں) بنی ہاشم میں ایک شخص قیرا بن موز تھا ([illegible] قبل مسیح) جس نے اصلاح کی، اور یہ قیراموز مشہور ہوا۔ اس میں کچھ اصلاحات اہلِ عراق نے کر کے عراقی نام رکھا۔ یہ خط خلیفہ مامون رشید کے عہد تک جاری رہا۔ اس سے خط نستعلیق نکلا۔ خط حیری میں خلیل بن احمد [illegible] نے بہت سی اصلاحیں کیں، وہ یہ خطِ کوفی مشہور ہوا۔ اصل خط کوفی یہی تھا۔ علامہ ابوالعباس قلقشندی نے لکھا ہے کہ خطِ کوفی آخر عہد بنی اُمیہ میں ایجاد ہوا۔ (صبح الاعشیٰ جلد سوم) پھر علی بن حمزہ کسائی نے کوفی میں کچھ اصلاح کی۔ (فہرست ابن الندیم) چنانچہ اس طرح اس خط سے پچیس خط نکلے۔ عرب کے ان تمام خطوں پر غور کر کے ابنِ مقلہ وزیر نے [illegible] میں خطِ نسخ ایجاد کیا۔ یہ خط اس قدر مقبول ہوا کہ دُنیا میں پچپن کروڑ انسان اس کو استعمال کرتے ہیں۔ (ادب العرب) غرض عربی خط سے تقریباً سو خط ایجاد ہوئے۔ صرف ایک خط کوفی سے بارہ قلم نکلے۔ عربی خط کی خوبی پر نظر کر کے کُردی، ترکی، فارسی، اسپانی، سندھی اور اُردو نے اسی کو اختیار کر لیا۔ ہندوستان کے قدیم گجراتی خط پر سے اگر لکیریں ہٹا دئے جائیں تو کوفی خط ہے۔ غرض عربی کے فنِ کتابت کی طرح کسی دوسرے ملک و قوم کا فنِ کتابت اپنی تاریخ اس صفائی سے بیان نہیں کر سکتا۔

سامانِ کتابت۔ اہلِ عرب کی قدیم تحریرات پتھر کی تختیوں اور روغنی کپڑوں پر برآمد ہوئی ہیں۔ مسیحی فاضل نوفل نے لکھا ہے کہ عرب ایک کپڑے کو روغن دے کر لکھنے کے لئے بناتے تھے۔ اس کو ہرق کہتے تھے (صناجۃ الطرب) قرطاس (کاغذ) کا رواج بھی عرب میں تھا۔ قرآن مجید میں ہے (کتاباً فی قرطاس) سامانِ کتابت کے بہت سے نام تھے۔ کتف، اسنار، زبر، الواح، رق قلم، مداد (روشنائی) نون (دوات)، سفرہ (نویسندہ)، کاتب (نویسندہ)، سفید پتھر کی پتلی پتلی چکنی تختیاں بناتے تھے، ان کو لخاف کہتے تھے۔ کھجور کے درخت کی شاخوں کے جوڑ کے پاس ایک کھال چمڑے کی طرح ہوتی ہے۔ اس کو گوند وغیرہ سے چکنا کر کے ورق بناتے تھے۔ اس کو عسیب کہتے تھے۔ لکڑی کی پتلی تختیاں بناتے تھے۔ ان کو قتب کہتے تھے۔ اونٹ یا بکرے کے شانے کی چوڑی

ہڈی کی تختی بناتے تھے، اس کو کتف کہتے تھے۔ ہرن کی کھال کے بھی ورق بناتے تھے۔

مسیحی فاضل نوفل نے لکھا ہے کہ عرب میں اسلام سے قبل نوشت و خواند کا رواج تھا۔ (صناجۃ الطرب)

سرولیم میور نے لکھا ہے "محمدؐ کے دعوائے نبوّت سے بہت پہلے مکّہ میں فنِ تحریر مروّج تھا۔ اگرچہ اہلِ مدینہ اہلِ مکّہ کے برابر تعلیم یافتہ نہ تھے۔ لیکن وہاں بھی بہتیرے ایسے لوگ موجود تھے جو اسلام سے پہلے لکھنا جانتے تھے۔ (دیباچہ لائف آف محمّدؐ)

کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ مکّہ میں صرف خاندانِ قریش میں سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد)

قریش کے غلام بھی لکھنا جانتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کا غلام عامر بن فہیرہ لکھنا جانتا تھا۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ کا آزاد کردہ غلام ابو یونس لکھنا جانتا تھا۔ (ترمذی)

بعض عورتیں بھی لکھنا جانتی تھیں۔ مثلاً شفا بنت عبداللہ۔ (ابوداؤد)

شروع شروع میں جو لوگ مسلمان ہوئے، ان میں دو چار کے سوا سب خواندہ تھے۔ ابوبکر۔ عثمان۔ خالد بن سعید وغیرہ۔

کتباتِ عرب۔ عربوں میں کتابت کا فن کس قدر قدیم ہے، اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتبات سے ملتا ہے:۔

(۱) مکتشفین کو ایک کتاب ملی ہے۔ اس کا نام کتاب الاموات ہے۔ زمانۂ تصنیف کا پتہ نہیں چلا لیکن اس کی قدامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں وہ الفاظ ہیں جو اب سے چھ ہزار سال قبل متروک ہو چکے تھے۔ یہ کتاب خط ہیروغلیفی میں ہے۔ (ادب العرب حصّہ اوّل)، ہیروغلیفی خط ان عربوں نے ایجاد کیا، جو مصر میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔

(۲) علاء میں چند کتبات ایسے برآمد ہوئے ہیں جو ایک مجہول خط میں ہیں۔ جو خط سبائی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ ان کتبات کا نام ثمودی ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

(۳) یمن و حضرموت میں چند کتبات برآمد ہوئے ہیں، جن پر حضرت ہودؑ علیہ السلام (سنہ ۲۳۰۰ قبل مسیح) کے عقاید کندہ ہیں۔

(۴) یمن میں ایک عورت کی قبر کا کتبہ برآمد ہوا ہے۔ یہ اُس زمانے کا ہے جب حضرت یوسفؑ کے عہد میں مصر میں قحط پڑا تھا۔ اس میں حضرت یوسفؑ (سنہ ۲۰۰۰ قبل مسیح) کو مخاطب کیا گیا ہے۔

(۵) نزار بن عدنان (سنہ ۱۶۰ قبل مسیح) کی قبر کا کتبہ برآمد ہوا ہے۔

(۶) امراء القیس (سنہ ۳۲۸ء) کی قبر کا کتبہ برآمد ہوا ہے۔

(۷) تقریباً سنہ ۵۴۰ء میں اہلِ عرب نے قصائد سبعہ معلقہ لکھ کر دیوارِ کعبہ پر آویزاں کئے۔ (صناجۃ الطرب)

(۸) ایک دستاویزِ قرضہ نوشتہ عبدالمطلب (سنہ ۵۵۰ء) جدِ رسول اکرم صلعم برآمد ہوئی ہے۔

(۹) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی والا نامے برآمد ہوئے ہیں۔ جن کے فوٹو بارہا شائع ہوئے ہیں۔ اور جن کو عیسائیوں نے پیش کیا ہے۔ یورپی اخبارات نے ان پر مقالے لکھے ہیں۔

کتابتِ قرآن۔ سب سے پہلے قرآن کی جو آیت نازل ہوئی، اس میں کتابت کی طرف اشارہ ہے۔

علم بالقلم　　　قلم سے علم سکھایا

پھر سورۂ قلم کا نزول ہوا۔ اس میں بھی ایسا ہی اشارہ ہے۔ اور ارشاد ہے:۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اذا تداینتم الخ　　　مسلمانو! قرض اور اس کے وعدے کو لکھ لیا کرو

جب معمولی باتوں کے لکھنے کی تاکید ہے، تو قرآن کیوں نہ لکھا جاتا ہوگا۔ حدیث میں ہے:۔

لا تکتبوا عنی شیاء غیر القراٰن الخ　　　مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو

قرآن کی کتابت پر قرآن میں اندرونی شہادتیں بھی ہیں:۔

قالوا اساطیر الاولین اکتتبہا　　　یہ پرانے قصے ہیں جن کو نبی لکھاتا ہے اور لوگ لکھتے ہیں

اور:۔

ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ　　　اس کتاب میں کچھ شک نہیں

صحفاً مطہرۃ۔　　　رسول تم کو پاک صحیفہ سناتا ہے

کتاب اور صحیفہ تب ہی کہا جائے گا، جب لکھا ہوا ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا ہے:۔

لا یمسہ الا المطہرون۔　　　قرآن کو چھوئیں مگر پاک لوگ۔

چھوا جب ہی جائے گا جب لکھا ہوا ہوگا۔ حضورؐ نے قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا بڑا ثواب فرمایا ہے۔ دیکھ کر پڑھنا بغیر کتاب کیونکر ممکن ہے۔ حضورؐ سے ایک سفر میں ایک صحابی نے عرض کیا کہ میرے قرآن کا ایک جزو گم ہوگیا۔ حضورؐ نے ایک جگہ قرآن لکھے ہوئے دیکھے، اور حضورؐ نے فرمایا کہ قرآن کو دشمن کے ملک میں نہ لے جاؤ۔ چالیس صحابیوں سے کتابتِ قرآن کی خدمت متعلق تھی۔ ان میں ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ زیدؓ۔ زبیرؓ۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ خالد بن سعیدؓ وغیرہ تھے۔ (روضۃ الاحباب و تاریخ طبری و طبقات ابنِ سعد و کتب صحاح ستہ)

بخاری میں روایت ہے کہ جب آیت لا یستوی القاعدون نازل ہوئی، تو حضورؐ نے فرمایا، کہ فلاں کاتب کو بلاؤ، وہ تختی وغیرہ لے کر آیا۔ اس سے کہا یہ آیت لکھو۔

دارمی میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ہم رسولِ کریم کے گرد حلقہ کئے ہوئے لکھ رہے تھے۔

نزول قرآن کا آغاز ۱۷ر رمضان المبارک مطابق ۲۸ر جولائی سنہ ۶۱۰ء بروز دوشنبہ سے ہوا۔ اور جبریل نے اعوذ و بسم اللہ کے بعد آپ کو پڑھایا (اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم) لیکن ابھی آپ کو تبلیغ رسالت کا حکم نہیں ہوا تھا۔ ڈھائی برس کے بعد ربیع الاول میں دوسری سورۃ نازل ہوئی (یا ایہا المدثر) اس میں تبلیغ کا حکم تھا۔ آپ نے تبلیغ شروع کی۔ یہ دوشنبہ کے دن کا واقعہ ہے۔ خدیجہؓ علیؓ۔ ابوبکرؓ اور زیدؓ پہلے مشرف باسلام ہوئے پھر پنجشنبہ کو خالد بن سعید مسلمان ہوئے۔ یہ پانچویں مسلمان تھے۔ اسو۔۔۔۔سے

کتابتِ قرآن شروع ہوئی۔ خالد بن سعید پہلے کاتب ہیں۔ ان کی بیٹی ام خالد نے بیان کیا کہ سب سے پہلے بسم اللہ میرے باپ نے لکھی (استیعاب جلد اوّل)۔ چونکہ علیحدہ علیحدہ آیتیں اور سورتیں نازل ہوتی تھیں، اور بعض دفعہ کئی کئی سورتوں کا نزول ساتھ ساتھ ہوتا تھا۔ اس لئے حضورؐ نے علیحدہ علیحدہ کاتب مقرر کر رکھے تھے۔ ۳ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ کو آپ کو آخری وحی ہوئی، اس کو ابی بن کعب نے لکھا۔ حضورؐ کی حیات میں یہ کتابتِ قرآن کی آخری تاریخ تھی۔ حضورؐ کے عہد میں انتیس صحابیوں نے قرآن لکھ کر جمع کر لیا تھا۔ ان میں سے حضرت مجمع کے قرآن میں ایک یا دو سورتیں رہ گئی تھیں۔ طبقات ابنِ سعد و ازالۃ الخفاء وغیرہ تمام کتابوں میں اس قسم کی روائتیں ہیں۔

مکہ معظمہ میں خطِ تیرا مور رائج تھا۔ اس لئے مکہ میں جس قدر کتابتِ قرآن ہوئی اسی خط میں ہوئی۔ (فہرست ابن الندیم) مدینہ میں خطِ حیری رائج تھا، یہاں اس خط میں لکھا گیا۔ سنہ ۱۶ ہجری سے خطِ کوفی میں کتابت ہونے لگی۔ سنہ ۳۱۸ھ سے خطِ نسخ میں لکھنے کا رواج ہوا۔ اور اس پر اجماعِ اُمت ہو گیا۔ اب اس کے خلاف نہیں لکھا جاتا۔ یہ خط ابن مقلہ وزیر ۳۲۵ھ کی ایجاد ہے۔

افکارِ ابنِ خلدون

مصنفہ مولانا محمد حنیف ندوی

قیمت۔ تین روپے

اسلام میں حیثیتِ نسواں

مصنفہ محمد مظہر الدین صدیقی

قیمت تین روپے

طب العرب

مترجمہ حکیم سیّد علی احمد صاحب نیّر واسطی

قیمت۔ چھ روپے

فقہ عمرؓ

مترجمہ مولوی ابو یحییٰ امام خان صاحب

قیمت چار روپے

اسلام اور مسئلہ زمین

مصنفہ پروفیسر محمود احمد

قیمت تین روپے ۸ر

ریاض السنہ

مصنفہ مولانا محمد جعفر شاہ صاحب پھلواروی

قیمت آٹھ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ ۲ کلب روڈ۔ لاہور